تصریحات

چیف مارشل لا۔ ایڈمنسٹریٹر جناب جنرل محمد ضیاء الحق نے پاکستان نیشنل کونسل میں تصاویر کی نمائش کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا:

"اسلام فن کی قدردانی سے ہرگز منع نہیں کرتا۔ . . . اگر فن و ثقافت کو سراہنا گناہ ہے تو میں ضرور گناہگار ہوں۔ . . . بسا اوقات خواتین کے گھر سے باہر آنے کے بارے میں شکوک و شبہات کا اظہار کیا جاتا ہے۔ ملک کی نصف آبادی خواتین پر مشتمل ہے، اگر انہیں گھر کی چاردیواری میں بند کر دیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ نصف قوم کام کر رہی ہے۔ . . . قومی تعمیر میں خواتین کی شرکت اتنی ہی اہم ہے جتنی مردوں کی۔ یہ دونوں اصناف اپنے اپنے دائرہ میں رہ کر مشترکہ مقاصد کیلئے کام کر سکتی ہیں۔ . . . جہاں تک فن کا تعلق ہے، یہ امر ازحد افسوسناک ہے کہ اس کے پرستار بہت کم ہیں۔ ملک کی مالی حالت اچھی نہیں ہے، اس کے باوجود اسلام آباد میں نیشنل آرٹ گیلری کے قیام کے لئے ضروری فنڈز مہیا کئے جائیں گے۔ . . . گیت، موسیقی اور رقص پاکستان کی ثقافت اور تاریخ کے جزو ہیں، رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی خواتین رجز پڑھا کرتی تھیں، اب وہ ایسا کیوں نہیں کر سکتیں؟" (نوائے وقت ۱۰اپریل ۷۸ء)

جنابِ جنرل ضیاء ایک مخلص محبِ وطن ہیں، پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے خلوصِ دل سے خواہاں ہیں اور اس سلسلہ میں ان کے عملی اقدامات بھی بڑی حد تک اطمینان بخش ہیں ــــــ اسلام سے انہیں والہانہ محبت

بھی ہے اور عقیدت بھی ـــــ صوم وصلوٰۃ کے پابند بھی ہیں اور قرآن وسنت کا نام بھی بار بار لیتے ہیں ـــ اور یہ سب کچھ وہی شخص کر سکتا ہے جو اسلام کو سچے دین، صراطِ مستقیم کی حیثیت سے جانتا بھی ہو اور پہچانتا بھی ـــ! ـــــ پھر نہ جانے اس صاف اور ہموار راستے کو چھوڑ کر وہ کبھی کبھی دشوار گزار، ناہموار اور پُر پیچ راہوں پر کیوں نکل کھڑے ہوتے ہیں ـــ!

جن خیالات کا اظہار جنرل صاحب نے فرمایا ہے، ان سے نہ صرف اتفاق نہیں کیا جا سکتا، بلکہ ہمیں تو یہ یقین ہی نہیں آ رہا کہ یہ الفاظ، یہ خیالات ان کے ہو سکتے ہیں کہ "چادر اور چار دیواری کے تحفظ" کے عزائم رکھنے والا شخص، خواتین کے گھر سے نہ نکلنے کو چار دیواری میں بند کر دینے کے مترادف کیسے قرار دے سکتا ہے؟

ہمارا یہ مطلب نہیں کہ عورت کا گھر کی دہلیز سے قدم باہر نکالنا گناہ ہے۔ لیکن جیسا کہ جنرل صاحب نے فرمایا ہے: "اس کا (عورتوں کے گھر سے نہ نکلنے کا) مطلب یہ ہوگا کہ صرف نصف قوم کام کر رہی ہے" ـــــ تو یہ نظریہ کچھ نیا نہیں، پاکستان میں اسکا تجربہ پہلے بھی ہو رہا ہے اور اس کے نتائج بھی اظہر من الشمس ہیں کہ چادر اور چار دیواری کے تحفظ کا تصور تک محو ہو کر رہ گیا ہے۔

قومی تعمیر میں خواتین کی شرکت کے یہ معنی نہیں کہ وہ گھروں سے باہر نکل کر مردوں کے دوش بدوش کام کریں، مرد اور عورت کے فرائض الگ الگ ہیں جو قدرت نے روزِ اول سے متعین کر دیئے ہیں۔ مرد اگر گھر سے باہر نکل کر تلاشِ معاش کرتا یا اپنے دیگر مفوضہ فرائض سرانجام دیتا ہے تو عورت، جو ماں بھی ہے، بیوی بھی ہے، بیٹی بھی اور بہن بھی، گھر کے اندر اگر اپنے فرائض کما حقہٗ انجام دیتی ہے تو یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ نصف قوم کام کر رہی ہے؟ ـــــ لہٰذا صحیح بات وہی ہے جو جنرل صاحب نے خود ہی آخر میں فرمائی ہے کہ:

"قومی تعمیر میں خواتین کی شرکت اتنی ہی اہم ہے جتنی مردوں کی۔ یہ دونوں اصناف اپنے اپنے دائرہ میں رہ کر مشترکہ مقاصد کیلئے کام کر سکتی ہیں!"

پس "اس دائرہ کار" کو ملحوظ رکھنا بیحد ضروری ہے ـــ!

بہرحال ضرورت اس بات کی تھی کہ ننگے منہ، ننگے سر اور عریاں لباس پہن کر دن بھر بازاروں کے چکر کاٹنے والی ان عورتوں کو گھر میں بیٹھنے اور گھر سے باہر نکلنے کی صورت میں پردہ کی پابندی کی تلقین کی جاتی، جن کی زندگی کا اہم ترین مقصد اب صرف شاپنگ کرنا اور شمع محفل بننا رہ گیا ہے ـــــ اور اگر ایسا کیا جاتا تو اسے اسلامی نظام کے نفاذ کے مبارک سلسلہ کی ایک پرخلوص کوشش کا نام دیا جا سکتا تھا۔ لیکن افسوس، اب تک اس طرف توجہ نہیں دی گئی!

موسیقی اور فن وثقافت کی قدر دانی سے متعلق جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے، اس سے بھی ہمیں شدید اختلاف

ہے کہ اولاً تو موسیقی بذاتِ خود ایک متنازعہ فیہ مسئلہ ہے۔ دوسرے یہ کہ موسیقی کی کئی اقسام میں سے مروجہ موسیقی (گانا بجانا) تو قطعی طور پر حرام ہے۔ جو شریعت نماز میں امام کے بھول جانے کی صورت میں عورت کو "سبحان اللہ" کہنے سے منع کرتی ہے (تاکہ اس کی آواز غیر محرم کے کانوں میں نہ پڑے) بلکہ بامر مجبوری صرف ہاتھ پر ہاتھ مار کر آواز پیدا کرنے کی اجازت دیتی ہے، وہ عورتوں کو فلمی گیت گانے کی اجازت کیسے دے سکتی ہے؟ —— اور پھر رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں خواتین کے "رجز پڑھنے" سے تشبیہ دے کر اس کے جواز کی راہ تلاش کرنا تو اور بھی بڑی زیادتی ہے۔

یہی حال ثقافت کا ہے —— موجودہ ثقافت کو اسلامی ثقافت سے دور کا بھی واسطہ نہیں —— گیت، رقص اور تصاویر کی نمائش پاکستان اور تاریخ کی بدنام زمانہ ثقافت کے جزو تو ہو سکتے ہیں، اسلام کے نہیں!

—— گیت اور رقص کو اگر محض فن قرار دے دیا جائے اور اس پر یہ کہا جائے کہ "فن و ثقافت کو سراہنا اگر گناہ ہے تو میں ضرور گناہگار ہوں" گناہ میں جرأت کے مترادف ہے جبکہ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ اپنے گناہوں کی بخشش اور اس کے فضل کا سوال کرنا چاہیئے۔

علاوہ ازیں فن کے پرستار اگر بہت کم ہیں اور ملک کی مالی حالت بھی اچھی نہیں تو نیشنل آرٹ گیلری کے قیام کیلئے فنڈز مہیا کرنا کیوں ضروری ہے؟ جبکہ ملک کی اکثر آبادی غریب ہے اور قرآن و سنت کی رو سے آرٹ گیلریوں کے قیام کی گنجائش بھی موجود نہیں۔ کیونکہ آرٹ اور فن کے نام پر اب تک اس ملک میں جو کچھ ہوتا آ رہا ہے، اور جس کے شاہکار آج بھی اخبارات کے فلمی اشتہارات کے صفحات پر دیکھے جا سکتے ہیں، اگر اسلام ان کی اجازت دے سکتا ہے تو پھر شاید اسلام کسی بھی برائی سے منع نہیں کرتا —— بہرحال بہتر یہ ہوگا کہ مذکورہ فنڈز سے بے گھر لوگوں کو رہائشی سہولتیں فراہم کی جائیں تاکہ خدا بھی خوش ہو اور خلقِ خدا بھی!

مختصراً ہمیں یہ عرض کرنا ہے کہ قرآن و سنت کا نام اگر لیا جا رہا ہے تو انہیں ہر جگہ، ہر لمحہ اور ہر معاملہ میں ملحوظ رکھنا ہوگا۔ ورنہ اگر ان کے اکثر احکام کو پسِ پشت ڈال کر، بعض کے نفاذ کی کوشش کی گئی تو یہ محض وقت کا ضیاع ہوگا —— صرف مذاق ہوگا، کہ اس صورت میں رحمتِ خداوندی اپنا دامن سمیٹ لیا کرتی ہے!

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ!

اور —— : أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝

وما علینا الا البلاغ!

(اکرام اللہ ساجد)